آل عمران : 27

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ ۔ وَتُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(تُو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تُو مُردے سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے ۔ اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے ۔)

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ (تُو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے)

تُوْلِجُ (و ل ج) ← کسی تنگ جگہ میں داخل کرنا ۔ داخل کرنا

اِیْلَاج (و ل ج) ← آہستہ آہستہ کسی چیز کا کسی چیز میں داخل ہونا ۔

اِس کی کئی تفسیریں کی گئی :

⇐ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں آہستہ آہستہ داخل کرتا ہے ۔ دن آہستہ آہستہ جا رہا ہے اور رات آہستہ آہستہ آ رہی ہے ۔ دن اور رات یکدم نہیں آتے جاتے ورنہ خوف سا پیدا ہو جائے گا ۔ سب کام اچانک بند ہو جائیں گے ۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ عمل ہونے کی وجہ سے کئی فائدے ہوتے ہیں :

1> بندوں میں گھبراہٹ یا خوف نہیں آتا ۔

2> صرف انسان ہی نہیں بلکہ جانور ، پرندے وغیرہ بھی اپنے کاموں کو پہلے سے ہی سمیٹنا شروع کر دیتے ہیں کہ اب رات ہونے والی ہے اس لئے اپنی رہائش گاہ کی طرف پہنچ جائے ۔

⇐ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرنے سے مراد بعض علماء نے موسمی تغیرات کیا ہے ۔ جیسے سردیوں میں رات لمبی ہوتی ہے تو دن چھوٹا ہو جاتا ہے جبکہ گرمیوں میں دن لمبا ہوتا ہے اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے ۔ یعنی کبھی رات کا حصہ دن میں اور کبھی دن کا حصہ رات میں اللہ تعالیٰ داخل کر دیتا ہے جس سے رات اور دن چھوٹے یا بڑے ہو جاتے ہیں ۔

⇐ پچھلی آیت سے مِلا کر دیکھیے تو عزت ، مال اور حکومت کا آنا اور جانا ایسے ہی ہیں جیسے سورج کا آنا اور جانا یا رات و دن کا آنا اور جانا ہے ۔ ایک بار کوئی چیز جانے کے بعد یہ نہیں کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گی ۔ سورج جانے کے بعد پھر نکل آتا ہے ۔
اِسی طرح یہ اللہ کی قدرت دیکھو ! اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے ۔ اس لئے آج جو عزت والے ہیں وہ کل ذلیل ہو سکتے ہیں اور آج جو ذلیل حقیر سمجھے جاتے ہیں وہ کل عزت والے ہو سکتے ہیں ۔ اور ایسا ہوا بھی ۔ مکہ کے وہ مسلمان جن کو جسمانی اور ذہنی تکلیفیں دے کر ذلیل کیا گیا لیکن جنگ بدر میں کفار مکہ کے بڑے بڑے سردار قتل کئے گئے ۔ اللہ نے مومنوں کو کامیابی دی اور کفار ذلیل ہو گئے ۔

وَتُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ (اور تُو مُردے سے زندہ کو نکالتا ہے)

اَلْحَىَّ (ح ى ى) :← حیات ، زندگی

زندگی اور موت کو حِسّی اور معنوی معنی میں لیا گیا ہے ۔
معنوی معنی میں زندہ ایمان کو کہا گیا اور مردہ کفر کو کہا گیا ۔

I> حِسّی : ۔
بیج سے پودے کا نکلنا ۔
انڈے سے پرندہ ۔
نطفہ سے حیوان ۔

II> معنوی : ۔
کافر سے مسلمان جیسے آزر سے ابراہیمؑ
(کیونکہ کافر کا دل مردہ ہوتا ہے ۔ جسے ایمان مل جاتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے)

وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ (اور تُو زندہ سے مُردے کو نکالتا ہے)

I> حِسّی : ۔
پودے سے بیج ۔
پرندے سے انڈہ ۔
حیوان سے نطفہ ۔
مردہ بچہ پیدا ہونا ۔

II> معنوی : ۔
مسلمان سے کافر جیسے نوحؑ سے کنعان

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے ۔)

رزق کی تقسیم بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ۔ بعض ایسے ان پڑھ شخص کے پاس اتنی دولت ہوتی ہے جسے گننا تک نہیں آتا ۔ اور بعض پڑھے لکھے ، بڑی ڈگریاں لئے ہوئے شخص غریب بھی ہوتے ہیں ۔ رزق کی بنیاد کسی علم یا قابلیت پر نہیں ہے ۔ بعض اوقات کسی کے پاس ڈھیروں مال و دولت ہوتی ہے لیکن ایک رات میں سب کچھ ختم ہو جاتی ہے ۔ اور بعض اوقات غریب شخص ایک رات میں ڈھیروں مال کا مالک بن جاتا ہے ۔
یہ سب کچھ اللہ کے اذن اور حکمت سے ملتا ہے ۔ اللہ کے سارے فیصلے ہیں کہ کسے کتنا اور کیا دے ۔ اُسکے فیصلوں میں کسی کا کوئی دخل نہیں ۔ ہمیں اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا ہے اور اُسی سے مانگنا ہے ۔

خلاصہ : ۔

⇐ اِن دونوں آیات (26-27) میں دو مختلف (opposite) چیزیں بتائی گئی (بادشاہت دینا اور چھین جانا ۔ عزت و ذلت ۔ رات و دن ۔ زندہ و مردہ) ۔ یعنی دنیا تضاداد کا مجموعہ ہے ۔ یہاں کوئی چیز مستقل (Permanent) نہیں ۔

⇐ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بادشاہت ، رزق ، عزت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ۔ اور انسان اکثر اِنہی چیزوں کی فکر کرتا رہتا ہے ۔ اِنہی میں پریشان رہتا ہے ۔ لیکن جو شخص یہ مانتا ہے کہ یہ سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور سب کچھ اُس کا فیصلہ ہے ۔ اس لئے میرا کام غم کرنا نہیں بلکہ کوشش کرنا ہے ۔ کوشش اور اللہ پر توکل کے باوجود اگر مجھے میری مطلوب چیز نہیں مل رہی ہے تو اِس میں کوئی نہ کوئی خیر ضرور ہے اور میں اللہ کے ہر فیصلے پر راضی ہوں ۔

⇐ جو رب اتنی طاقت کا مالک ہے کہ ہر روز چوبیس (24) گھنٹوں میں رات اور دن کی اتنی بڑی تبدیلی دکھاتا ہے کہ مکمل روشنی مکمل اندھیرے میں بدل جاتی ہے اور مکمل اندھیرا مکمل روشنی میں بدل جاتا ہے اُس رب کے لیے کسی بادشاہ کو گرانا اور کسی گرے ہوئے کو اٹھانا کوئی مشکل نہیں ۔ ایک شخص جس کی زندگی میں غم کے اندھیرے ہو اُس کے لیے خوشیوں کی روشنی لانا اور غم کے اندھیروں کو دُور کرنا اللہ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ۔ اور اِسی طرح ایک شخص جو آج بہت ہی خوش ہے اُس کی زندگی میں کل غم کے اندھیرے چھا جانا کچھ مشکل نہیں ۔ یہ سب کچھ ہم ہمیشہ اپنی ذات میں اور دوسروں کے ساتھ بھی مشاہدہ کرتے ہیں ۔ اِس لئے ہمیں اپنے کسی بھی بات پر تکبر نہیں کرنا چاہیے ۔ وہ کوئی بھی چیز ہو ۔ وہ خوبصورتی ہو یا عہدے ہو یا اپنی قابلیت ہو یا علم ہو یا مال و دولت ہو یا طاقت ہو یا کوئی اور بھی چیز ہو ۔ کیونکہ اِس میں سے کوئی بھی چیز قابلِ بھروسہ نہیں ۔ اور یاد رہے ! جو کچھ بھی ہمیں ملا ہے وہ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے ۔ وہ جب چاہے دے اور جب چاہے لے لے ۔ وہ دینا یا لینا اپنی مرضی سے ہے ۔ اس لئے کسی چیز کے ملنے پر فخر نہیں کرنا اور کسی چیز کے جانے پر ناشکری یا شکوہ نہیں کرنا ہے ۔ ہر حال میں ہمیں شکر ہی کرنا ہے ۔

⇐ دنیا میں ہر وقت کچھ نہ کچھ تبدیلیاں مسلسل ہوتی رہتی ہے ۔ کسی کا عروج ہمیشہ کے لئے نہیں رہا وہ کسی بھی فرد کے ساتھ تبدیلیاں ہو یا کسی قوم کے ساتھ ہو ۔ کبھی عزت والے اِس دنیا میں ہی ذلیل ہو جاتے ہیں اور ذلیل اور حقیر سمجھے جانے والے عزت والے بن جاتے ہیں ۔ اِسی طرح جو فرد یا قوم کافی ترقی یافتہ اور عروج پر ہوتی ہے وہ چند سالوں میں زوال پذیر ہو جاتی ہے ۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ جو لوگ مجبور اور مظلوم ہوتے ہیں انھیں ظالموں پر اقتدار مل جاتا ہے ۔

⇐ کوئی بھی نعمت پا کر تکبر نہیں کرنا اور نعمت کے چلے جانے کے بعد غم میں زندگی نہیں گزارنا ہے ۔ کیونکہ تکلیف میں بھی کوئی نہ کوئی بھلائی ضرور ہوتی ہے لیکن وہ ہمیں سمجھ نہیں آتی ۔ چونکہ ہمیں حکمت سمجھ نہیں آتی اور بھلائی سامنے نظر نہیں آتی اس لئے ہم اللہ سے ناراض ہو جاتے ہیں ۔ یہ بات یاد رہے کہ اگر ہمیں حکمت سمجھ نہ آئے پھر بھی اللہ کے ہر فیصلے پر ہمیں راضی ہونا ہے ۔

⇐ اچھے اور بُرے حالات دونوں میں ہی آزمائش ہوتی ہے ۔ اچھے حالات میں شکر کرنا ہے ، اللہ کے حدود کو پار نہیں کرنا ہے اور اللہ کی نافرمانی کے کام نہیں کرنا ہے ۔ اِسی طرح بُرے حالات میں بھی صبر کرنا ہے اور کوئی بھی ایسی بات یا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو ۔ اور دونوں حالات میں اِن دونوں آیات کو یاد رکھنا ہے ۔

آل عمران : 27 - 14

I> آیت : 14 ⟷ آیات : 27 - 26

14 ← i> اکثر لوگوں کی نظر دنیاوی فائدوں اور خوبصورتی پر ہوتی ہے ۔ جیسے عورت ، بیٹے ، مال و دولت وغیرہ ۔ **ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا** یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہیں اور جو عارضی ہیں ۔

ii> **وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ** اور اللہ کے پاس لوٹنے کا اچھا ٹھکانہ ہے ۔ اِس دنیا سے کئی گنا اچھی چیزیں آخرت میں ملے گی ۔

26-27 ← i> 26 ← اللہ ہی بادشاہی دیتا ہے اور وہی چھین لیتا ہے ۔
27 ← اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے ۔ یعنی سب کچھ عارضی ہے کوئی بھی چیز ہمیشہ نہیں رہے گی ۔

لوگوں کی نظر اس پر ہونی چاہیے کہ یہ سب دنیا کے فائدے واپس لئے جائیں گے ۔ یہ عارضی دنیا کی عارضی چیزیں ہمیشہ نہیں رہتی اور اِس کا مشاہدہ ہم ہر دن کرتے ہیں جیسے دن اور رات کے آنے جانے سے سمجھایا گیا ۔

ii> **بِيَدِكَ الْخَيْرُ** تیرے (اللہ کے) ہی ہاتھ میں ساری بھلائیاں ہیں ۔

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور تو جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے ۔ اور یہ آخرت کے حوالے سے بھی ہے کہ وہاں بھی اللہ بے حساب رزق عطا کرے گا ۔

خلاصہ : ۔ لوگ ہمیشہ دنیاوی چیزوں پر زیادہ توجہ کرتے ہیں حالانکہ انھیں یہ توجہ کرنی چاہیے کہ یہ ساری چیزیں چلی جائیں گی ۔

II> آیات : 17 - 15 ⟷ آیات : 25 - 23

17 - 15 ← i> اُن متقیوں کی بات کی گئی جو صبر کرنے والے ، سچ بولنے والے ، اللہ کی اطاعت کرنے والے ، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے ، بار بار مغفرت مانگنے والے اور ساری نیکیاں کر کے بھی آگ کے عذاب سے ڈرنے والے اور اُس سے بچنے کی دعا کرنے والے ہیں ۔ اُن کے لئے کئی جنتوں کے ساتھ اور بھی خوشخبریاں دی گئی ۔ اور ساتھ ہی اللہ کی رضامندی بھی ملے گی ۔ یعنی اللہ اُن سے خوش رہے گا کبھی ناراض نہ ہوگا ۔

ii> متقی اللہ کو خوش کرنے کی بڑی کوشش کرتے ہیں ۔

iii> متقی حق کو سُن کر قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں : **رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا** (اے ہمارے رب ! بے شک ہم ایمان لا چکے)

iv> متقی ڈھیروں نیکیاں اور اللہ کی فرمانبرداری کرنے کے باوجود آگ کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں : **فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ** (پس ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا)

v> متقیوں کو آگ کے عذاب کا ڈر رہتا ہے اس لئے وہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں : **اَلصّٰبِرِيْنَ ، الصّٰدِقِيْنَ ، الْقٰنِتِيْنَ ، الْمُنْفِقِيْنَ ، الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ** وہ آخرت میں آرام دہ زندگی حاصل کرنے کے لئے دنیا کی آرام دہ زندگی کو چھوڑ دیتے ہیں ۔

vi> متقی **الصّٰدِقِيْنَ** ہوتے ہیں یعنی خود کے ساتھ بھی سچے ہوتے ہیں اور دوسروں سے بھی سچ بولنے والے ہوتے ہیں ۔

25-23 ← i> اُن لوگوں کے بارے میں ہے جنھیں اللہ کی کتاب دی گئی ۔ اس لئے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ اُسی پر ایمان لے آتے اور اُس کے حکم کے مطابق اپنے فیصلے کرے ۔ لیکن انھوں نے اللہ کی کتاب سے منہ موڑا ۔ اور ڈھٹائی سے کہتے بھی ہے کہ ہمیں آگ چھوئے گی بھی نہیں ۔ اِس لئے **فَكَيْفَ** (تو کیسے / کس طرح) کہہ کر اللہ نے غصے کا اظہار کیا ۔

ii> یہ لوگ اللہ کو ناراض کرتے ہیں ۔

iii> ان لوگوں کی بات کی گئی جو حق کو سنتے ہیں پھر اُس سے منہ موڑ جاتے ہیں ۔ وہ حق کو نظرانداز کرتے ہیں ۔

iv> ان لوگوں کو عذاب کا کوئی ڈر نہیں لگتا اِس لئے کہتے ہیں : **لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ** (ہمیں آگ ہرگز نہیں چھوئے گی سوائے گنتی کے چند دن) اُن کی اِن گھڑی ہوئی جھوٹی باتوں نے انھیں دھوکے میں رکھا ہے ۔

v> ایسے لوگ نیکیاں حاصل کرنے کوئی کوشش نہیں کرتے کیونکہ انھیں عذاب کا ڈر ہی نہیں ہے ۔ وہ آرام دہ زندگی گزار رہے ہیں ۔

vi> یہ لوگ سچائی جاننے کے باوجود جان بوجھ کر سچائی سے منہ موڑ جاتے ہیں ۔ وہ اپنے آپ سے بھی جھوٹ بولتے ہیں کہ آگ ہمیں نہیں چھوئے گی ۔

خلاصہ : ۔ آیات : 17 - 15 جنت والوں کے بارے میں [أهل الجنة]
آیات : 25-23 جہنم والوں کے بارے میں [أهل النار]

III> آیت : 18 ⟷ آیات : 22-21

18 ← i> اللہ تعالیٰ ، فرشتے اور اہلِ علم اِس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل و انصاف کو قائم رکھنے والا ہے ۔ یہاں لفظ " **القسط** " آیا ہے ۔

ii> اللہ تعالیٰ **الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ** (زبردست / غالب حکمت والا ہے)

iii> یہاں **اُولُوا الْعِلْمِ** (علم والے) کا ذکر ہے ۔

iv> اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کو قائم رکھنے والا ہے ۔

22-21 ← i> اِن آیات میں اُن لوگوں کی بات کی گئی جو نہ صرف اللہ کے احکامات کو نہیں مانتے بلکہ نبیوں اور اُن لوگوں کا قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کی باتیں کرتے ہیں ۔ یہاں بھی لفظ " **القسط** " آیا ہے ۔

ii> جو لوگ نبیوں اور عدل و انصاف کی باتیں بتانے والوں کا ناحق قتل کرتے ہیں ان کے لئے اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ اُن کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے اور اُن کا کوئی مددگار نہیں ہوگا ۔ چونکہ اللہ **العزيز الحكيم** ہے اس لئے یہ بہترین فیصلہ حکمت کے ساتھ ہے ۔

iii> آیت : 18 میں علم والوں کا ذکر تھا ۔ علم والوں میں انبیاء اور انبیاء کی پیروی کرنے والے بھی آتے ہیں ۔

iv> انبیاء اور انبیاء کی پیروی کرنے والے علم والے عدل و انصاف قائم کرنے والے ہوتے ہیں اگرچہ انھیں کوئی قتل ہی کیوں نہیں کر رہا ہو ۔

خلاصہ : آیت : 18 ← i> اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کو قائم رکھنے والا ہے ۔ (**قَآئِمًا بِالْقِسْطِ**)
ii> علم والے گواہی (شہادہ) دیتے ہیں ۔۔

آیات : 22-21 ← i> جو لوگ عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں ۔ (**يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ**)
ii> علم والوں کو قتل (شہید) کیا گیا ۔

IV> آیت : 19 ⟷ آیت : 20

19 ← i> اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے ۔ یہاں اللہ براہِ راست اسلام کے بارے میں کہہ رہے ہے ۔

ii> علم آنے کے باوجود اہلِ کتاب نے اختلاف کیا ۔ یعنی علم ہونے کے باوجود انھوں نے اسلام سے منہ موڑا ۔

iii> **وَمَنْ يَّكْفُرْ** (جملہ شرطیہ)

iv> **وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ** (اور جو اللہ کی آیات کا انکار کرے تو اللہ جلد حساب لینے والا ہے) ۔ اگر وہ قرآن یا تورات کے اُن آیات کو نہیں مانتے جس میں اسلام کی تعلیمات ہیں تو پھر اللہ اُس کا حساب اُن سے جلد ہی لے گا ۔

20 ← i> کہہ دو : میں نے اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جھکا دیا یعنی میں اسلام قبول کر چکا ۔ یہاں نبیؐ سے اسلام کے بارے میں کہنے کہا جا رہا ہے ۔

ii> اہلِ کتاب اور اُمیوں سے پوچھو کیا تم اب اسلام قبول کرتے ہو یا ابھی تک تم میں اختلافات ہیں ۔ حالانکہ اِن کی کتابوں میں واضح دلیلیں موجود تھی کہ اسلام ہی سچا دین ہے اور محمدؐ آخری رسول ہے ۔

iii> **فَاِنْ اَسْلَمُوْا** ..... ← (جملہ شرطیہ) → **وَاِنْ تَوَلَّوْا** ...

iv> **وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ** (اور اگر وہ منہ موڑ لے تو تمہارا تو صرف کام پیغام پہنچا نا ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے) ۔ اگر وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں تو پریشان نہ ہو ۔ اللہ اُن کا حساب جلد لینے والا ہے ۔ تمہارا کام تو صرف پیغام پہنچانا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کو سب پتہ ہے کہ کون مان رہا ہے اور کون نہیں ۔

خلاصہ : ۔ آیت : 19 ← اسلام کی بات کی گئی ۔
آیت : 20 ← اسلام کی بات کی گئی ۔
درمیان میں ہی **اسلام** کی بات ہے ۔ یعنی اِس پیراگراف کا اہم موضوع **اسلام** ہے ۔

آیات : 27 - 14 خلاصہ

اسلام نے عدل و انصاف پر قائم رہنے کی تعلیم دی ہے ۔
جن لوگوں کے پاس اللہ کی کتاب کا علم ہے اُن میں کچھ لوگ تو عمل کر لیتے ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے احکام سے منہ موڑ لیتے ہیں کیونکہ وہ دنیا کے حقیر فائدوں کے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں (**حُبُّ الشَّهَوٰتِ** .....) ۔ اور کچھ لوگ حدود کے اندر رہتے ہوئے دنیا کی چیزوں کا فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ وہ جانتے ہیں کہ جو بھی کچھ اُن کے پاس ہے وہ سب اللہ نے ہی دیا ہے اور وہ جب چاہے اُن سے واپس لے لے ۔
اللہ کے احکام پر عمل کرنے والے جنتی ہیں اور اُن کے لئے کئی خوشخبریاں ہیں اور اللہ کے احکام سے منہ موڑنے والے جہنمی ہیں ۔

Flow Chart : آل عمران : 27-14 ← آیات میں ربط

- 14 ← **مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا**
- 15-17 ← **اَهْلُ الْجَنَّةِ**
- 18 ← **قَآئِمًا بِالْقِسْطِ**
- 19 ← **اِسْلَام**
- 20 ← **اِسْلَام**
- 21-22 ← **يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ**
- 23-25 ← **اَهْلُ النَّار**
- 26-27 ← **مٰلِكَ الْمُلْكِ ، الَّيْلَ و النَّهَار**

سورۃ **آل عمران** کے شروعات میں وحی (اللہ کی کتاب) کے بارے میں پڑھے پھر اُس کے بعد کتاب کے پیغام کے بارے میں پڑھ رہے ہیں اور اُس کے بعد رسولوں کے بارے میں پڑھیں گے ۔

Revelation → Message → Messangers

Compiled by : Bint A. Shakoor
(As-Saajidoon)